بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتیٰ یغیّروا ما بانفسہم

چندہ سالانہ عوام سے پیشگی عہ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان سنہ ۱۳۱۹ھ

والّذی نفسی بیدہٖ لیوشکنّ ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو ابہیٰ شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۴ | دار الامن و الامان قادیان - ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۸ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈی ڈی ڈکسن صاحب یورپین سیاح کو دار الامان سے وداع ہونا تھا اس لیے آج حضرت اقدس بٹالہ ہی کی طرف سیر کو نکلے اور برابر نہر کے پل تک تشریف لے گئے راستہ میں جو تقریر حضرت اقدس نے بطور تبلیغ سیاح مذکور کو فرمائی اُسے ہم ان شاء اللّٰہ العزیز دوسرے وقت شائع کریں گے ۔ یہاں ہم بعض ان امور کا ذکر کرتے ہیں جو اس تقریر میں نہ آئیں گے ۔

حضرت اقدس کے اسقدر دور تک پیادہ تشریف لے جانے پر اُسے حضرت کے سن و سال پر نگاہ کر کے تعجب معلوم ہوا ۔ جبپر اُسے بتایا گیا کہ یہ آنحضرت کا معمول ہے ۔ سیاح مذکور حضرت اقدس کے حسن سلوک اور مہمانداری اور اس دینی جوش کے لیے جو وہ تبلیغ مذہب کیلئے رکھتے ہیں بہت ہی خوب اور اپکا از بس شکر گذار تھا ۔

جب حضرت اقدس وہ تقریر کر چکے جس کے ترجمان مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - تھے تو حضرت اقدس نے دریافت کیا کہ کیا انھوں نے پورے طور پر ہمارے مقصد کو سمجھ لیا ہے جسپر سیاح مذکور نے کہا کہ ہاں میںنے خوب سمجھ لیا ہے اور اُس نے وعدہ کیا کہ جہاں کہیں میں جاؤں گا ان باتوں کا تذکرہ کروں گا ۔

واپسی پر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو خطاب کر کے فرمایا ۔

میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزہ کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں یہ بہت ہی عمدہ بات ہے ہر ایک انسان کو ایسی فکر کر لی چاہیے کہ جسطرح ممکن ہو عورتوں اور مردوں کو اس امر الٰہی سے اطلاع کر دیوے ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اسی طرح سوال کیا جاوے گا جیسے کسی قوم کا نبی غرض جو موقع مل سکے اُسے کھونا نہیں چاہیے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کا حکم ہوا تو آپ نے نام بنام سب کو خدا کا پیغام پہونچا دیا ایسا ہی میںنے بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر تبلیغ کی ہے ۔ اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں ۔

میںنے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لیے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال و جواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کیے جاویں مگر مجھے اسقدر فرصت

نہیں ہوسکتی۔ کوئی اور صاحب اگر لکھیں تو عورتوں کو فائدہ پہونچ جاوے

اسپر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مرزا خدا بخش صاحب لکھیں۔ میرزا صاحب بھی شاید کسی وقت اگر انھیں فرصت نہ ہو نہیں مگر سردست حضرت اقدس کی خواہش کے پورا کرنیکے خیال سے خاکسار ایڈیٹر نے ایک مختصر سا قصہ **سلک مروارید** (موتیوں کی لڑی) کے نام سے لکھنا شروع کردیا ہے جو اس نمبر کی اشاعت کے وقت تک انشاء اللہ تعالے ختم ہوجاوے گا اس کا کسی قدر حصہ حضرت اقدس کو سنایا بھی گیا ہے

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا امرا بہت سے فضول خرچ رکھتے ہیں جس سے آخر کو انھیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے اگر وہ اعتدال کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں تو کچھ حرج نہیں ہے **سود کی بلا** نے مسلمانوں کو بہت کمزور کردیا ہے۔ یہ تنیے سود در سود لے کر آخر ساری جائیدادوں پر قبضہ کرلیتے ہیں۔ اسپر جناب میر صاحب نے ایک سود خوار کی ہلاکت کا قصہ سنایا۔ اسی سلسلہ کلام میں آپ نے کثرت ازدواج کے متعلق بھی مختصر سا تذکرہ فرمایا کہ اگرچہ عورت بجائے خود پسند نہیں کرتی کہ کوئی اور اسکی سوت آوے مگر اسلام نے جس اصول پر کثرت ازدواج کو رکھا ہے وہ تقویٰ کی بنا پر ہے + بعض وقت اولاد نہیں ہوتی اور بقائے نوع کا خیال انسان میں ایک فطرتی تقاضا ہے اس لیے دوسری شادی کرنے میں کوئی عیب نہیں ہوتا + بعض اوقات پہلی بیوی کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور بہت سے اسباب اس قسم کے ہوتے ہیں پس اگر عورتوں کو پورے طور پر خدا تعالےٰ کے احکام سے اطلاع دیجاوے اور انھیں آگاہ کیا جاوے تو وہ خود بھی دوسری شادی کی ضرورت پیش آنے پر ساعی ہوتی ہیں۔

الغرض اسی قسم کی باتوں میں سارا رستہ کٹا۔

بعد مغرب جب حسب معمول آپ نے مفتی **محمد صادق** صاحب کو ڈاکٹر ڈوئی شکاگو کے مدعی الیاس کے لیکچر سنانے کا حکم دیا۔ مفتی صاحب نے اس کے لیکچر کا وہ حصہ جو فریمیسنوں کے متعلق ہے ترجمہ کرکے سنانا شروع کیا۔ جو حالات **فریمیسنوں** کے لکھے ہیں اور ان کے جن منصوبوں اور چالوں کا ذکر اسمیں کیا ہے ان پر نظر کرکے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے کہا کہ فریمیسن کا ترجمہ **الدجال** ہے۔

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس کا ایک **الہام** اس سے پیشتر الحکم میں شائع ہوچکا ہے جو یہ تھا **فریمیسن اسکے قتل پر مسلط نہیں کیے جائیں گے۔**

اس کے بعد یہ کتاب امریکہ سے آئی اور اس کے پڑھنے سے فریمیسنوں کے حالات کھلنے لگے۔ حضرت اقدس اس ترجمہ کو سنتے رہے اور اثنائے کلام میں فرمایا رات مینے ایک رویا دیکھی ہے یعنی ۱۷ نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ نومبر تھی۔

اور وہ رویا یہ ہے

مینے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی سی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کرسکتا پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں تھا ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا مینے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اسمیں لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ فرمایا اس سے پہلے کئی دن ہوئے یہ الہام ہوا تھا

رَشَنَ الخبرُ

رشن ناخواندہ مہمان کو کہتے ہیں۔

اس کے بعد نماز عشا ادا ہوئی اور جلسہ ختم ہوا۔

۱۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو احباب ساتھ تھے۔ مولانا مولوی جناب **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہی نے عرض کیا کہ حافظ **محمد یوسف** صاحب کا ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سنا ہے اس میں نبوت کا دعوی مرزا صاحب نے کیا ہے اور تم اب مقلد ہوگئے اس لیے میں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا۔ یہ گویا اس کارڈ کا مفہوم تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خط کا جواب مفصل انکو لکھدیا جاوے تاکہ تبلیغ ہوجاوے فرمایا کہ تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعوی جدید کہتے ہیں **براھین** میں ایسے الہامات موجود ہیں جنمیں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے چنانچہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی** اور **جری اللہ فی حلل الانبیاء** وغیرہ ان پر غور نہیں کرتے اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کرلینا چاہیے کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا۔ آپ ان کو خوب مفصل اور واضح خط لکھیں۔

پھر سلسلہ کلام میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت لوگوں کے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ وہ استعارات کو حقیقت پر محمول

کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہی مصیبت اب انکو پیش آئی ہے۔ کوئی ایسا دجال دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آنکھ در حقیقت باہر نکلی ہوئی ہو اور پورے ستر گز کا اُس کا گدھا ہو۔ اور آسمان سے حضرت عیسیٰ کبوتر کی طرح منڈلاتے ہوئے اُتریں یہ کبھی ہونا ہی نہ تھا یہودیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہی مصیبت پیش آئی۔ وہ یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح سے پہلے جیسا کہ **ملاکی نبی** کی کتاب میں لکھا ہے آسمان سے ایلیا اُترے گا چنانچہ جب مسیح آیا تو اُنھوں نے یہی اعتراض کیا مگر مسیح نے انکو جواب میں یہی کہا کہ ایلیا آچکا اور وہ یہی یحییٰ بن ذکریا ہے۔ یہودی سمجھتے تھے کہ خود ایلیا آئے گا اس لیے وہ منکر ہو گئے۔ چنانچہ ایک یہودی کی کتاب مینے منگوائی تھی اُسمیں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ ہم سے مواخذہ کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھولکر رکھدیں گے کہ اسمیں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ ایلیا پہلے آسمان سے آئے گا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ ہی ہوگا اب ہمارا دعویٰ تو خود حضرت مسیح کی ہائیکورٹ سے فیصلہ ہوگیا۔ کہ جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کی آمد ثانی کا یہ رنگ ہوتا ہے کہ اُس کی خو بو اور خواص پر کوئی دوسرا آتا ہے یہی ہم کو اور غلطی ہمارے علما کو لگی ہے۔ اصل میں ایک استعارہ ہے جسکو انھوں نے حقیقت پر حمل کر لیا ہے ایسا ہی **دجّال** اور اس کے دیگر لوازمات کو حقیقت بنا یا۔

عیسائیوں نے بھی دھوکا کھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد **فارقلیط** کے آنے کی پیشگوئی کی تھی عیسائیوں نے اس سے روح القدس مراد لی حالانکہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد تھے لفظ فارقلیط **فارق** اور **لیط** سے مرکب ہے لیط شیطان کو کہتے ہیں۔

غرض یہ بڑی خطرناک غلطی ہے جو انبیا علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ کھاتے ہیں کہ استعارات کو حقیقت پر اور حقیقت کو استعارات پر محمول کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ایک رویا سنائی جو انھوں نے گذشتہ شب کو دیکھی اور وہ یہ ہے

آپ نے دیکھا کہ دوپہر کے بعد ظہر کے وقت عموماً یکے بٹالہ سے آتے ہیں میں (حضرت اقدس) کچھ اسباب اور دوسرے لے کر گیا ہوں اور ام المومنین کو دیے ہیں کہ مرزا غلام قادر آگئے ہیں اور رحمت اللہ بھی ہے

(رحمت اللہ حضرت اقدس کے والد مرحوم کا مختار تھا۔ ایڈیٹر)

اسپر ام المومنین نے حضرت سے دریافت کیا اس خیال سے کہ انکا گھر تو دوسری طرف ہے اور انکی بیوی بھی موجود ہے جن سے حضرت اقدس کو موجودہ صورت میں بالکل انقطاع ہے) کہ پھر ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ در اصل وہ مر گئے ہیں اور وہ دونوں گھروں کے دیکھنے کو آئے ہیں ام المومنین نے کہا کہ رحمت اللہ خاص آپ سے ملنے کو آیا ہے۔ پھر منظور علی ایک لڑکا ہے وہ ایک پوٹلی کپڑوں کی اس دوسرے گھر میں ہمارے ہی مکان کی سیڑھیوں سے ہوکر اُسطرف لے گیا ہے جسکو انھوں نے کھولا ہے تو وہ سیاہ بوٹی اور سفید زمین کی ایک چھینٹ تھی اسکے بعد انکا اور اسباب بھی ادھر ہی آگیا ہے تو معلوم ہوا کہ منظور علی اُدھر جو پوٹلی لے گیا تھا وہ بھی غلطی سے لے گیا ہے در اصل ادھر ہی کی تھی پھر آنکھ کھل گئی۔

حضرت اقدس نے فرمایا میری بھی اُس رویا کے ساتھ جو کل سنائی تھی اس کے بعض اجزا ملتے ہیں اور فرمایا کہ غلام قادر میں جو قادر کا لفظ ہے اُس کا تعلق دونوں گھروں سے ہے مگر رحمت اللہ مخصوص اسی گھر سے ہے۔

اس کے بعد صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے اپنی ایک رویا اسی قسم کی سنائی کہ شیخ رحمت اللہ معہ بہت بڑے سامان کے آگئے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت اقدس کے ساتھ ساتھ ہیں۔ حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف لے گئے ہاں راستہ میں مبارکہ کے متعلق (حضرت اقدس کی صاحبزادی) ایک الہام سنایا۔ نواب مبارکہ بیگم

رات کو جناب مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب عسل مصفی سنائی۔

۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

سیر کو حسب معمول نکلے اور فرمایا جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ ہی اس کے جوارح ہوتا ہے اور یہ سچی بات ہے کہ جب خدا تعالےٰ سے انسان پوری صلح کر لیتا ہے اور اپنی مرضی اور تمام خواہشوں اور قوتوں کو اُسکے ہی سپرد کر دیتا ہے تو جیسا اُسکی ساری طاقتیں ہو جاتی ہے اُسکی مثال اس لوہے کی سی ہو جاتی ہے جو آگ میں ڈالدیا جاوے اور خوب گرم ہوکر آگ کی طرح سرخ ہو جاوے پھر اُس میں اُسوقت وہی خواص ہوتے ہیں جو آگ میں ہوتے ہیں۔

پھر کسی اور سلسلہ کلام میں فرمایا کہ مینے غور کیا ہے کہ مکر کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام کے لیے قرآن میں آیا ہے اور میرے لیے بھی یہی لفظ براہین میں آیا ہے گویا مسیح علیہ السلام کے قتل کے لیے بھی ایک مخفی منصوبہ کیا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کیا گیا تھا اور میرے لیے بھی منصوبے ہوئے اور اپنے طور پر

آج کل بھی فرق نہیں کیا جاتا مگر خدا تعالےٰ کا مکر ان سب پر غالب آیا۔

مکر مخفی اور لطیف تدبیر کو کہتے ہیں۔ لیکھرام نے اپنے خطوط میں یہی لکھا تھا کہ خیر الماکرین سے میرے لیے کوئی نشان طلب کرو۔ جب خدا تعالےٰ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے اور اپنے بندہ کو جو راستباز ہوتا ہے دشمن کے منصوبوں اور شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے اُس وقت اُس کا نام خیر الماکرین بیان ہوتا ہے یعنی ایسے اسباب مجرم کی سزا کے لیے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو وہ اپنے لیے کسی اور غرض سے مہیا کرتا ہے بس وہی اسباب جو بہتری کے لیے بناتا ہے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسیح کو ایسے طرز پر بچایا کہ وہ اسباب جو انکی ہلاکت کے لیے جمع ہوئے تھے اُن کی زندگی کا موجب ثابت ہوئے۔

اور ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے کفار مکہ کے منصوبوں سے بچا لیا۔ اور اسی طرح پر یہاں بھی اُس کا وعدہ ہے۔

اگر کوئی یوں کہے کہ وہاں ہی محفوظ کیوں نہ رکھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سنت اللہ یہ نہیں ہے بلکہ خدا اپنا علم دکھانا چاہتا ہے اس لیے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

مکر کی حد اُسی وقت تک ہے جب کہ وہ انسانی تدابیر تک ہو مگر جب انسانی منصوبوں کے رنگ سے نکل گیا پھر وہ خارق عادت معجزہ ہوا۔

اگر ذرہ بھی ایمان کسی میں ہو تو وہ ان امور کو صفائی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے لیے ہجرت نہ ہو۔

المنار

ذیل میں مندرجہ بالا عنوان کا ہم وہ اشتہار درج کرتے ہیں جو ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے ناظرین اس امر سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ **المنار** مصری پندرہ روزہ نے **کتاب اعجاز المسیح** پر کسی قدر سخت چینی کی تھی جسکو پنجاب کے ایک سرحدی اخبار چودھویں صدی نے شائع کیا تھا اور اس سے لے کر میرٹھ کے سیاہ دشمن شحنہ ہند نے اپنے ضمیمہ میں درج کیا تھا۔

اس اشتہار سے (جو حضرت اقدس نے شائع کیا ہے) بھی معلوم ہوتا ہے اور اصل وجہ مخالفت بھی یہی ہے کہ چونکہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں **گورنمنٹ محسنہ برطانیہ** کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جب کہ انھوں نے **جہاد** کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی سعی نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علما کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی **تعلیم** اور **شرائط بیعت** میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے۔ اس لیے وہ لوگ جو **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کے خونریز جنگوں اور بےقیاس مال و منال کے ہاتھ آنے پر اس طمع بھیلائے بیٹھے تھے اسکی ان تحریروں سے ناراض اور کبیدہ خاطر ہو کفر اور قتل کے فتوے نہ دیں تو کیا کریں

طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی

مگر جو بات حق ہے اور خدا تعالےٰ نے جب **هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ** فرمایا ہے تو پھر مخالف خواہ مصر کے ہوں خواہ سرحد کے خواہ میرٹھ جیسے شہر کے جہاں کہ ۱۸۵۷ء کے مکروہ اور بھیانک نظارے کا آغاز ہوا۔ ہم ان کی مخالفتوں اور قتل کی دھمکیوں اور ناپاک فتووں کی ذرا بھی پرواہ کر کے امر حق کے اظہار سے کبھی رک نہیں سکتے۔

مسیح موعود دنیا میں آیا ہے کہ وہ امن اور صلحکاری کو قائم کرے وہ آیا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانوں کو سچے اور مستحکم تعلقات کی تعلیم دے جنکے اندر وفاداری اور فرمانبرداری کی روح کام کرے ہم دعوے سے کہتے ہیں اور دانشمند اور مدبر انگریزوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** اور اسکی جماعت **گورنمنٹ انگلشیہ** کی سچی وفادار اور فرمانپذیر ہے اور نہ کسی دنیوی خیال سے نہ کسی لالچ کی بنا پر بلکہ محض اسلیے کہ **خدا نے ایسی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کا حکم دیا ہے**۔ پس **مسیح موعود** کی تعلیم جو **جہاد** کے خلاف ہے نہ وہ کسی خوشامد پر مبنی ہے اور نہ کسی **خطاب** کے لیے ہے بلکہ **خدا کے حکم کی تعمیل کے لیے ہے** اس سے صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس کی یہ تعلیم مذہب کی مستحکم چٹان پر ہے جسکو کوئی ہلا نہیں سکتا **گورنمنٹ** اندازہ کر سکتی ہے

اور ہم ایسی دانشمند اور قدر دان گورنمنٹ کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کہ وہ ان معاملات پر غور نہ کرے کہ حضرت **مرزا صاحب** کی مخالفت کی اصل بنا ہی **جہاد** کے خلاف تعلیم ہے اور گورنمنٹ کی اطاعت کو قرآنی حکم کے نیچے لانا ہے باقی اور جسقدر باتیں ہیں کہ انھوں نے فلاں دعویٰ کیا ہے یا ان کے فلاں عقاید ہیں یہ نرے بہلانے ہیں۔ کیا مسلمانوں میں فاسق و فاجر موجود نہیں؟ کیا مسلمانوں میں حضرت علی کو خدا سمجھنے والے موجود نہیں؟ کیا صحابہ پر لعن کرنے والے موجود نہیں۔ اور مختلف فرقے موجود نہیں پھر کیوں اسقدر مخالفت کا شور اٹھایا جاتا ہے ایک پر بھی نہیں۔ یہی راز ہے کہ انہوں نے **جہاد کے حرام ہونیکا**

انھوں نے گورنمنٹ کو اولوالامر میں داخل نہیں کیا گورنمنٹ چاہے تو علما سے فتویٰ پوچھ سکتی ہے کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت کے سوا کوئی اور بھی ہے جو گورنمنٹ کی اطاعت اس لحاظ سے کرنے والا ہو کہ وہ اولوالامر ہے اور اولوالامر کی اطاعت خدا کا حکم ہے؟

ہم پھر اشتہار کے اندراج سے پہلے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری مخالفت میں جو گندے اور ناپاک اشتہار نکالے جاتے ہیں اور ہمارے قتل اور کفر اور ہمارے مال و اسباب کے لوٹ لینے کے فتوے دیئے جاتے ہیں اس کی بنیاد صرف یہی ایک بات ہے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے اور اس کی اطاعت خدا کے اس حکم کے موافق ہے جو اولوالامر کی اطاعت کا اس نے دیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری میں خدا تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہیں۔

اس لیے ہمیں اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی کہ ان خدمات کے لحاظ سے جو احمدی قوم کے لیڈر کی طرف سے (جو گورنمنٹ کے ایک وفادار اور ارادت مند خاندان کی یادگار ہے) پچیس سال سے مسلمانوں کو جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے رشتہ میں منسلک کرنے کے متعلق ہو رہی ہیں گورنمنٹ سے کسی خطاب یا اجر کی امید رکھیں حالانکہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کوئی آدمی ذرا سی خدمت بھی اگر کرتا ہے تو وہ کیسی خطابوں کی یا جاگیروں کے عطا پانے کی امید رکھتا ہے۔ ہاں یہ امر جدا ہے کہ گورنمنٹ خود اپنی قدردانی اور انصاف پژوہی سے اپنے ایک وفادار اور عقیدت مند خاندان کی یادگار کی قدر افزائی کر کے اپنی عالی حوصلگی کا ثبوت دے۔

مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہمارا ہادی ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں رکھتا۔ ہم گورنمنٹ کی ساری عطوفتوں اور کرم فرمائیوں کی اسے جان سمجھتے ہیں ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کر دی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک باتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کر سکیں۔ اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارے خون حلال جانتے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے تھے۔

پس ہمارے مخالف یاد رکھیں کہ ہم ان کی ان مخالفتوں سے ذرہ بھی گھبرا نہ جائیں گے اور نہ تھکیں گے۔ چونکہ ان مسائل اور معتقدات کے متعلق ہم بصیرت پر ہیں اس لیے ہم تمہارے فتووں اور قتل کی دھمکیوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے بلاد اسلامیہ میں اور ہر مسلمان کے کان میں یہ تعلیم انشاء اللہ پہونچا دیں گے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کا خیال رکھنا ناقابل عفو گناہ ہے اور اس کی اطاعت بالمعروف خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ باتیں ہم نے خصوصیت کے ساتھ اس لیے بھی ظاہر کی ہیں کہ ہم اپنے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر جناب میجر ڈلس صاحب کے گوش گذار کریں۔ تا انکو ہمارے مخالفوں کی رائے کی توزین میں مدد ملے ہمیں پوری امید ہے کہ صاحب ممدوح الحکم کی معروضات پر پوری توجہ اور لحاظ فرماتے رہیں گے۔

اب ہم اصل اشتہار کو ذیل میں درج کرتے ہیں

ایڈیٹر

(۴)

المنار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے جب فروری ۱۹۰۱ء میں ہماری طرف سے پیر گولڑوی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علما بھی عاجز آ گئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیجدوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی ممانعت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے ۲۲ برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جنمیں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیجدیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی شہرت پا گئی ہیں۔ جو لوگ درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ تو بالفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں مگر جنمیں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المنار کو بھی پہونچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیال کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علما کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا

شکر بھی نہیں کرتا اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقوی کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس **گورنمنٹ برطانیہ** کی نصرت کریں کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے تنور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تنور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اس خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جما ہوا ہے اعجاز المسیح میں بھی یعنی اس کے صفحہ ۱۵۲ میں **جہاد** کی مخالفت اور **گورنمنٹ** کی اطاعت کے بارے میں شد و مد سے لکھا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی تحریر سے صاحب جریدہ **منار** اپنے تعصب کی وجہ سے جل گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سخت گوئی اور گالیوں پر آ گیا اور منار میں بہت تحقیر اور توہین سے مجھے یاد کیا۔ اور وہ پرچہ جس میں یہ بدگوئی تھی کسی تقریب سے پنجاب میں پہونچ گیا۔ پنجاب کے پر حسد ملا تو آگے ہی مجھ سے ناراض تھے اور پیر گولڑوی کی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لیے منار کی وہ دو چار سطریں مرتے کے لیے ایک سہارا ہو گئیں۔ تب ان لوگوں نے اپنی طرف سے اور بھی نون مرچ لگا کر اور ان چند سطروں کا اردو میں ترجمہ کر کے وہ مضمون پرچہ اخبار چودھویں صدی میں جو راولپنڈی سے نکلتا ہے چھپوا دیا اور جابجا تعلیں بجاتے تھے کہ دیکھو اہل زبان نے اور پھر منار کے ایڈیٹر جیسے ادیب نے انکی عربی کی کیسی خبر لی۔ ان دونوں کو معلوم نہ ہوا کہ یہ تو سارا جہاد کی مخالفت کا مضمون پڑھ کر جوش نکالا گیا ہے ورنہ اسی قاہرہ میں پرچہ **مناظر** کے ایڈیٹر نے جو ایک نامی ایڈیٹر ہے جس کی تعریف منار بھی کرتا ہے اپنے جریدہ میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح درحقیقت فصاحت و بلاغت میں بے مثل کتاب ہے اور صاف گواہی دیدی ہے کہ اس کے بنانے پر دوسرے مولوی ہرگز قادر نہیں ہوں گے۔ ان مخالفوں کو چاہیے کہ جریدہ **مناظر** کو طلب کر کے ذرہ آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر ایڈیٹر منار اہل زبان ہے تو کیا ایڈیٹر مناظر اہل زبان نہیں ہے؟ بلکہ مناظر نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت درحقیقت معجزہ کی حد تک پہونچ گئی ہے اور پھر ایڈیٹر ہلال نے بھی جو عیسائی پرچہ ہے اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت کی تعریف کی اور وہ پرچہ بھی قاہرہ سے نکلتا ہے۔ اب ایکطرف تو دو گواہ ہیں اور ایکطرف بیچارہ منار اکیلا۔ اور ایڈیٹر منار نے باوجود اس قدر بدگوئی کے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں اسبات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ اس کتاب کی مانند کوئی اور کتاب اہل عرب بھی نہیں لکھ سکتا اگر ہم چاہیں تو لکھ دیں۔ لیکن یہ قول اسکا محض ایک فضول بات ہے اور یہ اسی رنگ کا قول ہے جو کفار قرآن شریف کی نسبت کہتے تھے کہ لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کتاب فصیح نہیں تو پھر تمہارے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مثل چند روز میں لکھ دیں کیا تم بھی غلط کتاب کے مقابل پر غلط لکھ دو گے۔ غرض جس پرچہ کی تحریر پر اتنی خوشی لی گئی ہے اسکا یہ حال ہے کہ اسی ملک کے اہل زبان وہی پیشہ رکھنے والے اسکو جھوٹا ٹھیراتے ہیں۔ اور جہاد کی وجہ سے بھی اسکا اشتعال بےمعنی ہے کیونکہ یہ مسئلہ اب بہت صاف ہو گیا ہے اور وہ زمانہ گذرتا جاتا ہے جبکہ نادان ملا بہشت کی کل نعمتیں جہاد پر ہی موقوف رکھتے تھے۔ اسجگہ بار بار بے اختیار دل میں یہ خیال گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو ابتک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں انکے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گذرا ہو گا کہ ہماری خوشامد کے لیے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنی توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گذاری اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں تھے انہیں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا۔ کیا گورنمنٹ نے مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی اور وہ لوگ جو سراسر بغض اور حسد سے آئے دن خلاف واقعہ میری نسبت شکایتیں کرتے رہتے ہیں وہ ضرور شرمندہ ہوں گے کیونکہ کوئی امر پوشیدہ نہیں جو ظاہر نہ ہو جائے۔ ایک مکار انسان کب تک اپنی مکاری چھپا سکتا ہے یا ایک مخلص انسان کب تک چھپ سکتا ہے۔

اب پھر ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ میں نے صاحب منار کی دھوکا دہی کھولنے کے لیے صرف ایڈیٹر مناظر اور ہلال کی بامبالغہ تعریف پر ہی حصر نہیں رکھا بلکہ عربی میں ایک اور رسالہ نکالا ہے اور ایڈیٹر منار سے بڑے مبالغہ کے ساتھ نظیر طلب کی ہے اور اس رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا رسالہ اس کے متنبہ کرنے کے لیے بھیجا جائے گا تا اگر وہ عاجزی سے اپنا قصور معاف کرانا چاہے تو پھر اس ذلت سے بچ جائے کہ جو بالمقابل لکھنے کے وقت اسکو پیش آنیوالی ہے لیکن اسکی بدقسمتی سے ان رسالوں میں بھی گورنمنٹ کی تعریف اور جہاد کی مخالفت موجود ہے۔ پس اگر اس کے

اشتعال کا باعث مخالفت جہاد کا مسئلہ ہے جیسا کہ یقیناً سمجھا گیا اور اس کے بہ تصریح اشارات سے ظاہر ہو رہا ہے تو ان رسالوں کو پڑھ کر یہ اشتعال اور بھی زیادہ ہو گا۔ بالآخر ہم سب مخالف مولویوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ صاحب منارہ کی مخالفت انکے لیے کچھ بھی جائے خوشی نہیں اور جو کچھ عظمت اہل زبان ہونیکی اسکو دی گئی ہے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلد تر اُس سے رخصت ہونیکو ہے۔ ان مولویوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ دراصل ملک مصر عجم میں داخل ہے اور اُن کی عربی تمام عربی زبانوں سے بدتر ہے نمونہ اتنا ہی کافی ہے کہ اُفْعُلْ کو گُدْ کہتے ہیں اور اُنکا محاورہ بہت غلط اور عربی فصاحت سے نہایت دور ہے اور وہ اپنے تئیں فصیح بنانے کے لیے ہندیوں سے زیادہ مشکلات میں ہیں کہ انکی زبان غلط بولنے پر عادی ہو گئی ہے مگر ہندیوں کی لوح طبیعت غلطی سے مبرا اور صحیح طریق قبول کرنے کیلیے مستعد ہے۔ اسی وجہ سے کتاب انسکلو پیڈیا میں ایک محقق انگریز لکھتا ہے کہ عرب کی تمام زبانوں میں سے بدتر زبان وہ ہے جو مصر میں رائج ہے غرض مولویان پنجاب اب عنقریب دیکھ لیں گے کہ جس شخص پر ناز کیا ہے اُسکو علم ادب میں کہاں تک دخل ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد
از قادیان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء

خطبہ

جو ۲۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے حاصل بالمطلب کے طرز پر ناظرین الحکم کے لیے لکھا۔

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ الخ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا اگر تم سچے ہو تو جواب میں کہدے کہ میں اپنی جان کے لیے نہ ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا ہاں جو کچھ اللہ چاہے ہر قوم کی ایک میعاد مقرر ہے جب وہ آجاتی ہے تو ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہوتی ان سے کہدو کہ اگر اللہ کی سزا رات یا دن کو آپڑے پھر کیا ہو گا؟ یہ قوم کیوں جلدی کرتی ہے؟ کیا اس عذاب آنے پر ایمان لے آئیں گے اُسوقت ایمان نفع نہ دے گا اور کہا جائے گا کہ اسی عذاب کے لیے جلدی کرتے تھے اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی تیرے وعدے پورے ہوں گے تو کہدے ہاں ہاں میرے رب کی قسم وہ ضرور پورے ہوں گے اور تم اپنے کسی حیلہ سے خدا کو مغلوب نہ کر سکو گے کہ اسکی سزا ٹال دو۔

ان آیتوں کے پڑھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ یہ دکھایا جاوے کہ ان باتوں سے (جو خدا کا مامور اپنے مخالفوں کی نسبت کہتا ہے) کسقدر زور اور ثبوت خدا تعالےٰ کی ہستی کا ملتا ہے مجھے ان باتوں کے بیان کرنے کی تحریک زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ بہت سے نادانوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور صادق مسیح موعود پر اعتراض کیا ہے کہ وہ کیوں موت ہی کی پیشگوئیاں کرتا ہے؟ کاش اگر انھیں خدا تعالیٰ کے کلام سے مناسبت ہوتی یا سنن انبیا پر انھوں نے کبھی غور کی ہوتی تو ضرور تھا کہ ایسی بات مُنہ سے نکالتے ہوئے ڈر جاتے دیکھو خدا کا خلیفہ عظیم الشان مظہر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکطرف تو یہ کہتا ہے لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا میں اپنے نفس کے لیے کسی قسم کے نفع یا ضرر کا اقتدار نہیں رکھتا۔ دوسری طرف پورے زور و قوت کے الفاظ میں کامل بصیرت اور شعور کے ساتھ کہتا ہے کہ خدا کا عذاب ان مخالفوں پر رات یا دن کے کسی حصے میں ضرور آجائے گا وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ اور انھیں صاف کہتا ہے کہ تمھارے مکرو فریب تمھارے مال و منال تمھارے سپاہ و لشکر تمھاری قوت و شوکت اس عذاب کو ٹلا نہیں سکتی!!! کسقدر قوت اور شوکت ہے خداوند مقتدر کے الفاظ میں۔ ایکطرف مرسل اللہ کی ناتوانی کی تصویر ملاحظہ کرو اور دوسریطرف اس پُرہیبت تحدی پر نگاہ ڈالو۔

میں سوچتا تھا کہ خدا کے حکیم کلام میں جہاں ایک ایک لفظ مضبوط ٹھہری کرسی پر ہوتا ہے ہمیں کیا سِر ہے کہ کہ ایک طرف تحدی سے بھری ہوئی پیشگوئی دشمن کے لیے کرتا ہے اور ساتھ ہی مرسل کے عجز و ناتوانی کا اعتراف کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے میرے دلمیں ڈالدیا کہ یہ اسلوب کلام اسلیئے کیا گیا ہے کہ دکھایا جائے کہ موت فوت کی پیشگوئیاں قوت بشری کے احاطہ سے باہر ہیں کیونکہ انسان کی ضعیف قوتوں میں یہ شعور رکھا ہی نہیں ہے کہ یہ دعویٰ کر سکے کہ میں معصوم رہوں گا اور میرے مخالف موت کا لقمہ ہو جائیں گے یہ ایک ہی قادر مطلق مقتدر ہستی کا کام ہے جو اللہ ہے۔

اور پھر یہ خدا کا مامور جو اس قوت و بصیرت کے ساتھ تحدی کرتا ہے اور باوجود اپنی ضعف و ناتوانی و بیکسی و بے بسی کے پورے شعور سے کہتا ہے کہ میرے مخالف تباہ ہو جاوینگے یہ اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ اس نے خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے یہ مقتدرانہ نشان دیتے ہوئے سنا ہے۔

غرض

اس قسم کے نشان جو ایک مامور اپنی قوم کے سامنے پیش کرتا ہے باینکہ وہ خود بالکل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے اور اپنے نفع و ضرر کا کوئی اقتدار نہیں رکھتا مگر مخالف کی ہلاکت کی خبر دیتا ہے یہ خدا کی ہستی اور اس کے خدا کیطرف سے ہونے پر زبردست گواہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ گواہ ہے بارہا میرے دل میں جوش آتا ہے اور شرح صدر سے یہ ابال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالکل وہی نشان دیئے ہیں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیئے تھے وہی رنگ بلا تفاوت ہو کے یہاں بھی موجود ہے پھر مسلمانوں کی آنکھوں پر کیا پردے پڑ گئے اور کس نہانی فتن نے انھیں روک دیا کہ وہ ایسی سچائی اور واضح صداقت کو دیکھ نہیں سکتے تم میں سے کون ہے جسکو معلوم نہیں کہ اس برگزیدہ کو جو ہمارے اس زمانہ میں خدا کے بلانے سے بولا ہے دو بیماریاں لاحق حال رہتی ہیں اور بسا اوقات ایسا شدید دورہ آکر پڑتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی زندگی ہے باوجود اس کے ایک قوی آدمی کے مقابلہ میں مثلاً آتھم ہی کو دیکھو کہ وہ کیسا قوی اور مضبوط تھا خدا کی طاقت اور اقتدار کا جلوہ دکھانے کے لیے کہتا ہے کہ تو اتنے عرصہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے ہاویہ میں گرایا جاویگا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اس علمی زمانہ میں یہی معجزہ ہے جو خدا کے برتر و بلند کی قوت اور ہستی کو ظاہر کر سکتا ہے وہ بات جس میں کسی ڈاکٹر کا ناخن پہنچ سکے یا کسی اور مشعبد کے چابکدست ہاتھوں کا دخل ہو آج معجزہ کا رنگ نہیں رکھ سکتی۔ یورپ کی کاریگری اور مادی ترقیوں نے ان کتابوں کی آب کھو دی ہے جس میں کسی تالاب کے کیچڑ سے واقفکار کا کسی مریض کو اچھا کر دینا لکھا ہو۔ مریض کا اچھا کر دینا یا چڑیاں بنانا سوٹی کا سانپ دکھانا یہ کسی وقت کے لیے آنی اور فانی باتیں تھیں جو اس علمی زمانہ میں کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ کیونکہ آج اس سے بڑھ کر یورپی کاریگروں اور صناعوں نے دکھا دیا ہے اور جادو کے ونزنگ نے ان کو مات کر دیا ہے

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الکتب اور خاتم النبیین کے معجزات میں وہ رنگ نہیں رکھا بلکہ ان میں وہ اقتداری اور جلالی پیشگوئیاں نشان ٹھہرائی ہیں جو ہر زمانہ میں بڑے سے بڑے مدبر اور چابکدست اہل فن کے نزدیک بھی حجۃ اللہ ٹھہر سکتی ہیں جب کہ وہ ایک بیکس و بے بس ضعیف و ناتوان کے منہ سے سنتا ہے کہ میرے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔

میرا ایمان ہے اور میں اس قسم کی فطرت اب رکھتا ہوں کہ شرح صدر کے ساتھ مانتا ہوں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے لاریب پانی نے جوش مارا اور تھوڑا سا کھانا آپ کی دعا سے بڑھا اور بہتوں کے لیے کافی ہوا۔ یہ اور اس قسم کے سیکڑوں معجزات حدیثوں کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور میرے دوستو ہمارے ایمان میں سرور عالم کی شان اور رتبہ عالی اس سے بھی بالاتر ہے وہ سخت ظالم ہے جو آپ کی شان کو نہیں سمجھتا اور ان معجزات کو نہیں مانتا لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن کریم نے کیوں ان باتوں کو نہیں لیا۔ ہو سکتا تھا کہ اس قسم کی باتیں انہیں ہوتیں مگر نہیں خدا کی پرحکمت و پرجلال کتاب نے **اقتداری معجزات** پر اکتفا کیا ہے اس لیے **کہ خدا کا چہرہ دکھانے کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہے۔**

کیا وہ انسان جو اپنے تئیں بیمار دیکھتا ہے اور کوئی مادی قوت و طاقت اس کے ساتھ نہیں اگر بالکل بشریت ہی ہو اور غیب میں ہستی اس کے ساتھ نہ ہو تو وہ اپنے سے قوی کو کہہ سکتا ہے کہ تو اس قدر عرصہ میں جہنم میں گرایا جاوے گا۔

ایکطرف **لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا** اور دوسریطرف **قل ای و ربی** ہاں ہاں ضرور ہے کہ میرا رب ان باتوں کو پورا کرے کیونکہ پیغمبری قائم نہیں رہ سکتی جب تک انکو پورا نہ کرے۔

میرے عزیزو! یاد رکھو یہی ایک طریق ہے جو ہمیشہ خدا کے ماموروں اور برگزیدوں کی صداقت کا روشن ترین صداقت کا نشان ٹھہرا ہے جسکی درخشانی اور چمک ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل معنوں میں نظر آئی ہے۔ اور اسی طریق اور اسوہ پر خدا کے مسیح موعود بولے ہیں۔

اب

اے قرآن کے ماننے والو بتاؤ کہ کیا اب بھی شک باقی ہے اگر تم اسکی تردید کرتے ہو اور اسپر اعتراض کرتے ہو تو دیکھو تم تردید قرآن کی کرنے والے ہو اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے ہوتے ہو سنبھلو اور سوچو۔

کیا پشاوری آریہ کی پیشگوئی کھلی کھلی نظروں میں پوری نہیں ہوئی؟

۳۲ و ۳۴ برس کا نوجوان مضبوط بھاری بھر کم موٹا تازہ اس کے مقابل میں کس طرح ہلاک ہوا۔ کتنے جلیل الشان الفاظ میں بتایا گیا کہ فلاں وقت فلاں دن [illegible] چھری سے ہلاک ہوگا اور ویسے ہی ہوا۔ غرض یہ خدا کے زندہ نشان ہیں جو اسکی ہستی پر روشن دلائل ہیں۔ مختصر یہ کہ ان تمام باتوں میں ہمارے دوست غور کریں جس طرح قرآن کی تلاوت [illegible] کرنی چاہیے۔ اسی طرح ان نشانات کی تلاوت ضروری ہے کہ یہ خدا کی آیتیں ہیں خدا پر قرآن پر۔ رسالت پر سچا اور کامل ایمان پیدا نہیں ہوسکتا جب تک ان آیات کی تلاوت نہ کروگے یہی غرض تھی جو مسیح موعود نے انکو تریاق القلوب میں جمع کر دیا تا ان کو پڑھا جاوے اور وہ ازدیاد ایمان کا موجب ہوں خدا کا فضل ہے کہ یہی پاک [illegible] کہانی کے رنگ میں ہو چکی تھیں مسیح موعود کے طفیل سے پھر تازہ ہوگئیں والحمد للہ علی ذالک

ضروری اطلاع

اخبار کے بروقت شائع ہونے اور مفید اور زیادہ کارآمد ہونیکے لیے یہ ضروری امر ہے کہ وقت پر ہمارے سرپرستان اخبار اسکی قیمت ادا کریں۔ اور اسکی توسیع اشاعت کی فکر میں ہیں جسکا ثبوت انہوں نے اس سال میں دیکھ لیا ہے۔ پس اسی اصول کی بنا پر سال گذشتہ کے طریق کے موافق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا الحکم ان بزرگوں کے نام وی پی کیا جاتا ہے جو اول المعاونین ہیں اور جنکو چھپے ہوئے کارڈوں سے اطلاع دیجئی ہے انکی دینی حرارت اور ہمدردی سے مجھے پوری امید ہے کہ وہ وی پی پیکٹ وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت ضرور کرینگے خواہ انھیں اطلاع نہ بھی دیجاتی مگر ان بزرگوں کی اطلاع کیلیے لکھا جاتا ہے جنکے ذمہ ۱۹۰۱ء یا اس سے بھی پچھلے سالوں کا بقایا ہے کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا الحکم ان کے نام بقایا وصول کرنیکی خاطر پھر دوسری یا تیسری مرتبہ بھیجا جاتا ہے اگر ایسے بھی انہوں نے قیمت ادا نکی تو آئندہ اپنے نام اخبار بند سمجھیں اور مجھے عرفی شرعی قانونی حق ہے کہ انسے بقایا وصول کروں۔ (ایڈیٹر)

گناہ سے فطرت کیسے ملے

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض نے ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو سیر کو جاتے وقت اس مضمون پر جو میگزین کے لیے آپ نے کسی مضمون کے ضمن میں لکھا ہے ایک تقریر فرمائی۔ چلتے ہوئے پوری تقریر کا قلم بند کرنا قریباً ناممکن ہے تاہم بہت حصہ تقریر آنحضرت کا نوٹ کر لیا گیا تھا جسکو اپنی طرز پر مرتب کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ یہ مضمون بہت ہی مفید ہوگا

(ایڈیٹر)

انگریزی رسالہ کے لیے حضرت اقدس ایک مضمون لکھ رہے ہیں اسکا ذکر شروع کرکے فرمایا ایک ضروری اور غور طلب سوال ہے جسکو کل دنیا کی قوموں اور سب مذہبوں نے اپنی اپنی جگہ پر محسوس کیا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ **انسان کیونکر بچ سکتا ہے؟** یہ سوال حقیقت میں ہر ایک انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر نفس بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور مختلف قسم کے خیالات فاسدہ بدکاری کے آ آکر اسکو گھیر لیتے ہیں۔

ان گناہوں سے بچنے کے واسطے ہر قوم نے کوئی نہ کوئی ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور کوئی حیلہ نکالا ہے عیسائیوں نے اس عام ضرورت اور سوال سے فائدہ اٹھا کر ایک حیلہ پیش کیا ہے کہ مسیح کا خون نجات دیتا ہے۔

سب سے اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ نجات ہے کیا چیز؟ نجات کی حقیقت تو یہی ہے کہ انسان گناہوں سے بچ جاوے اور جو فاسقانہ خیالات آآکر دل کو سیاہ کرتے ہیں انکا سلسلہ بند ہوکر سچی پاکیزگی پیدا ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے گناہ سے بچنے کی ضرورت کو تو محسوس کیا اور اس سے فائدہ اٹھا کر نجات طلب لوگوں کے سامنے یہ پیش کر دیا کہ مسیح کا خون ہی ہے جو گناہوں سے بچا سکتا ہے؟

مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر مسیح کا خون یا کفارہ انسان کو گناہوں سے بچا سکتا ہے تو سب سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کفارہ میں اور گناہوں سے بچنے میں کوئی رشتہ بھی ہے یا نہیں؟ جب ہم غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں باہم کوئی رشتہ اور تعلق نہیں مثلاً اگر ایک مریض استسقا کا کسی طبیب کے پاس آوے تو طبیب اسکا علاج کرنے کے بجائے اسے یہ کہدے کہ تو میری کتاب کا جز لکھدے تیرا علاج یہی ہے تو کون عقلمند اس علاج کو قبول کرے گا۔ پس مسیح کے خون اور گناہ کے علاج میں اگر یہی رشتہ نہیں ہے تو اور کونسا رشتہ ہے۔

یا یوں کہو کہ ایک شخص کے سر میں درد ہوتا ہو اور دوسرا آدمی اسپر رحم کھا کر اپنے سر میں ایک پتھر مار لے اور اس کے درد سر کا اسے علاج تجویز کرے۔ یہ کیسی ہنسی کی بات ہے پس ہمیں کوئی بتا دے کہ عیسائیوں نے ہمارے سامنے پیش کیا کیا ہے جو کچھ وہ پیش کرتے ہیں وہ تو ایک قابل شرم بناوٹ ہے گناہوں کا علاج کیا؟ یسوع کی خودکشی جسکو گناہوں سے پاک ہونے کی واسطے کوئی حقیقی رشتہ بھی نہیں ہم بارہا حیران ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح کو یہ سوجھی کیا؟ جو دوسروں کو نجات دلانے کے لیے آپ صلیب اختیار کی۔ اگر وہ اس صلیب کی موت سے (جو لعنت تک لے جاتی ہے اور عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق کفارہ کے لیے لعنتی ہو جانا ضروری ہے کیونکہ وہ گناہوں کی سزا ہے) اپنے آپ کو بچاتے اور کسی معقول طریق پر بنی نوع کو فائدہ پہنچاتے تو وہ اس خودکشی سے بدرجہا بہتر اور مفید ہوتا۔

غرض کفارہ کے ابطال پر یہ زبردست

دلیل ہے کہ گناہوں کے علاج اور کفارہ میں باہم کوئی رشتہ نہیں ہے پھر دوسری دلیل اس کے باطل ہونے پر یہ ہے کہ کفارہ نے اس فطری خواہش کو کہ گناہوں سے انسان بچ جاوے کہاں تک پورا کیا؟ اس کا جواب صاف ہے کہ کچھ بھی نہیں چونکہ تعلق کوئی نہ تھا اس لیے کفارہ گناہوں کے اس جوش اور سیلاب کو روک نہ سکا۔ اگر کفارہ میں گناہوں سے بچانے کی کوئی تاثیر ہوتی تو یورپ کے مرد و عورت گناہوں سے ضرور بچے رہتے ہر قسم کے گناہ یورپ کے خواص و عوام میں پائے جاتے ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں میں جا کر دیکھ لے کیا ہوتا ہے۔ زنا کی کثرت خوف دلاتی ہے کہ کہیں زنا کے جواز کا ہی فتویٰ نہ ہو جاوے گو عملی طور پر تو نظر آتا ہے شراب کا استعمال اسقدر کثرت سے بڑھتا جاتا ہے کہ کچھ ہی روز ہوئے ایک عورت نے کسی ہوٹل میں پینے کو پانی مانگا تو انھوں نے کہا کہ پانی تو برتن دھونے یا نہانے وغیرہ کے کام آتا ہے پینے کے لیے تو شراب ہی ہوتی ہے۔

(ایڈیٹر۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے سیاحت یورپ کی چٹھیاں جب طبع ہوئی تھیں تو ہم نے انہیں پڑھا تھا کہ ریلوے سٹیشنوں پر جہاں مسافروں کو پانی کی ضرورت ہوتی تھی وہاں بیر یعنی جو کی شراب ملتی تھی)

پس اب غور کر کے دیکھ لو کہ گناہ کے سیلاب کو روکنے کے واسطے خون مسیح کا بند تو کافی نہیں ہوا۔ بلکہ اپنی رو میں اس نے پہلے بندوں کو بھی توڑ دیا اور پوری آزادی اور اباحت کے قریب پہونچا دیا۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کفارہ تو بیشک گناہوں سے بچا نہیں سکتا مگر کیا کوئی اور طریق ہے بھی جس سے انسان گناہوں سے بچ جاوے؟ میں کہتا ہوں کہ ہاں علاج ہے اور ضرور ہے اور وہ علاج یقینی علاج ہے مگر جیسے سچی باتوں کے ساتھ مشکلات ہوتے ہیں ویسے ہی یہ علاج بھی مشکلات سے خالی نہیں یہ یاد رکھو کہ جھوٹ کے ساتھ مشکلات نہیں ہوتی ہیں مثلاً ایک کیمیاگر جو یہ کہتا ہے کہ میں ایک دم میں ایک ہزار کا دو ہزار بنا دیتا ہوں وہ مشکلات اس فعل کیلئے نہیں رکھتا لیکن ایک زمیندار کو کسقدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یا ایک تاجر کو اپنے مال کو کسطرح خطرہ میں ڈالنا پڑتا ہے ایسا ہی ایک ملازم قسم قسم کی پابندیوں اور ماتحتیوں کے نیچے آکر کن مشکلات میں ہے۔ پس تم سہل باتوں سے ڈرو۔ جو پھونک مار کر سب کچھ بنا دینا چاہتے ہیں وہ خطرناک عیار ہیں۔

میرا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کا گناہ کا علاج تو بجز اباحت کے اور کوئی فائدہ نہیں پہونچاتا۔ عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن۔

اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ کی اعتقاد کی وجہ سے دہریت کی رگ پیدا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور جسقدر سم الفار کی مہلک تاثیر کی ہیبت اسکو اس کے کھانے سے باز رکھتی ہے اسقدر بھی خدا کی ہیبت اسکو نافرمانی سے نہیں روکتی اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا کی عظمت اسکی ہیبت جلال اور اقتدار سے بیخبر ہے تب ہی تو نافرمانی اور سرکشی کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور نہیں ڈرتا۔ ادنیٰ درجہ کے حکام اور ان کے چپراسیوں تک کی نافرمانی سے اسکی جان گھٹ جاتی ہے مگر خدا کی نافرمانی سے اس کے دل پر لرزہ نہیں پڑتا کیونکہ خداشناسی کی معرفت اسے نہیں ملی۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **گناہ کا علاج** جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں سوا اس کے دوسرا علاج نہیں ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی معرفت لوگوں کو حاصل ہو۔

تمام سعادت مندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو **خدا کی معرفت کاملہ** کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ **خدا ہے** وہ بڑا **قادر ہے** وہ ذو العذاب الشدید ہے یہی ایک نسخہ ہے جو انسان کی متمردانہ زندگی پر ایک بھسم کرنے والی بجلی گراتا ہے۔

پس جب تک انسان **اٰمنت باللہ** کی حدود سے نکل کر **عرفت اللہ** کی منزل میں قدم نہیں رکھتا اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے۔

اور یہ بات کہ ہم خدا کی معرفت اور اسکی صفات پر یقین لانے سے گناہوں سے کیونکر بچ جائیں گے ایک ایسی صداقت ہے جسکو ہم جھٹلا نہیں سکتے ہمارا روزانہ تجربہ اس امر کی دلیل ہے کہ جس شے سے انسان ڈرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً جبکہ یہ علم ہو کہ سانپ ڈس لیتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا ہلاک ہو جاتا ہے تو کون دانشمند ہے جو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دینا تو درکنار کبھی اس سوٹی کے نزدیک بھی جانا پسند کرے جس سے کوئی زہریلا سانپ مارا گیا ہو اسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے زہر کا اثر اس میں باقی نہ ہو۔ اگر کسی کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں جنگل میں شیر ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس میں سفر کر سکے یا کم از کم تنہا جا سکے۔

بچوں تک میں یہ مادہ اور شعور موجود ہے کہ جس چیز کے خطرناک ہونے کا ان کو یقین دلایا گیا ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ وہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا۔

یقیناً باور رکھو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رُک ہی نہیں سکتا کہ ایک **چمکتا ہوا یقین** اسکو حاصل ہو کہ **خدا ہے** اور اسکی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے جب تک یہ پیدا نہ ہو گناہ سے بچ نہیں سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے مگر گناہ ہم سے دور نہیں ہوتے؟

میں جواب میں یہی کہونگا کہ یہ جھوٹ ہے اور نفس کا مغالطہ ہے سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے۔

انسانی فطرت میں خاصہ جبکہ موجود ہے کہ سچی **معرفت** نقصان سے بچا لیتی ہے جیسے کہ سانپ یا شیر یا زہر کی مثال سے بتایا گیا ہے پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے کہ ایمان بھی ہو اور گناہ بھی دور نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان فرمیسنوں میں محض ایک رعب کا سلسلہ ان کے اسرار کے اظہار سے روکتا ہے اور کچھ نہیں پھر خدا کی عظمت و جبروت پر ایمان گناہ سے نہیں بچا سکتا؟ بچا سکتا ہے اور ضرور بچا سکتا ہے

پس گناہ سے بچنے کے لیے حقیقی راہ خدا کی تجلیات ہیں اور اس آنکھ کو پیدا کرنا شرط ہے جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور اس یقین کی ضرورت ہے جو گناہ کے زہر پر پیدا ہو۔ زمین سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آسمان اس تاریکی کو دور کرتا ہے اور ایک روشنی عطا کرتا ہے زمینی آنکھ بے نور ہوتی ہے جب تک آسمانی روشنی کا طلوع اور ظہور نہ ہو۔ اس لیے جب تک آسمانی نور جو نشانات کے رنگ میں ملتا ہے کسی دل کو تاریکی سے نجات نہ دے انسان اس پاکیزگی کو کب پا سکتا ہے جو گناہ سے بچنے میں ملتی ہے پس گناہوں سے بچنے کے لیے اس نور کی تلاش کرنی چاہیے جو یقین کی روشنی کے ساتھ آسمان سے اترتا ہے اور ایک ہمت۔ قوت عطا کرتا ہے اور تمام تعصب کے گرد و غبار سے دلکو پاک کرتا ہے اسوقت انسان گناہ کے زہرناک اثر کو شناخت کر لیتا اور اس سے دور بھاگتا ہے۔ جبتک یہ حاصل نہیں گناہوں سے بچنا محال ہے یہ طریق ہے جو ہم پیش کرتے ہیں اسپر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو بے شک ہم ہر ایک شخص کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے اسکو بیان کرے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی عیسائی کے سامنے اس اصل کو بیان کرے اور پھر اس کا کوئی اعتراض سنکر شرمندہ ہو۔ جو اعتراض اسپر ہو سکتا ہے بے شک کیا جاوے۔

یہ سنکر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اتنا عرض کیا کہ حضور اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جب گناہوں سے بچنے کے لیے سچی معرفت اور چمکتے ہوئے یقین کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کی عظمت اور گناہ کے خطرناک زہر پر آگاہ کرے تو وہ یقین پیدا کیونکر ہو؟۔

حضرت اقدس نے فرمایا بیشک یہ بات ہے جسکو میں خود ہی بیان کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات کہ ایسا یقین کیونکر پیدا ہو؟ اس کے لیے اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ایسے یقین کے خواہشمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ

کونوا مع الصادقین

سے حصہ لے۔ صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے یہ بات تو بہت سے ہندوؤں اور دہریوں میں بھی ہو سکتی ہے بلکہ صادق سے مراد وہ شخص ہے جسکی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات و قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یہ کہو کہ اسکا وجود ہی صدق ہو گیا ہو اور اس کے اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ وہ اگر دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ

صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے

انسان اصل میں انسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا اور دیکھتا ہے اور اپنی ہی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے اسلیے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

انسان کے دراصل دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں طیار ہوتا ہے اور جسے ہم تم سب دیکھتے ہیں جسے لیکر وہ باہر آ جاتا ہے اور یہ وجود بلا کسی فرق کے سب کو ملتا ہے لیکن ایک اور وجود بھی انسان کو دیا جاتا ہے جو صادق کی صحبت میں طیار ہوتا ہے یہ وجود بظاہر ایسا نہیں ہوتا کہ ہم اسے چھو کر یا ٹٹول کر دیکھ لیں۔ مگر وہ ایسا وجود ہوتا ہے کہ اس وجود پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے وہ خیالات وہ افعال اور حرکات جو اس سے پہلے صادر ہوتے تھے یا دل میں گذرتے تھے یہ اس سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور شہوات سے

جو اس کے دل کو تاریک کیے رہتے
ہیں اُن سے اسکو نجات ملجاتی ہے۔ اور یہی
وجود حقیقی نجات ہوتی ہے جو سچی
پاکیزگی کے بعد ملتا ہے۔ کیونکہ جب
تک شبہات سے نجات نہیں اسکو
تاریکی سے نجات نہیں اور سچی پاکیزگی
اسے میسر نہیں۔ اور وہ خدا کو دیکھ
نہیں سکتا اور اُس کی عظمت و ہیبت کا
اس کے دل پر اثر نہیں ہو سکتا اور سچ
تو یہ ہے کہ وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتا
اور جو شخص اس دنیا میں خدا کے
دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت
کو بھی محروم ہی ہوگا جیسے خدا نے
خود فرمایا ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ
اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی
اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ جو
اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت
کو بھی اندھے ہی ہوں گے بلکہ

باقی آیندہ

چونکہ یہ مضمون کسی قدر لمبا ہے اور اس
ہفتہ کا الحکم اس سے زیادہ ہر مضمون
کے اندراج کی گنجائش نہیں رکھتا اسلیے
باوجود مضمون کے لذیذ اور اہم ہونیکے
ہم اسے آیندہ پر چھوڑتے ہیں تاکہ
ناظرین کا شوق بھی باقی رہے اور
دوسری ضروری باتیں بھی درج ہو سکیں

ایڈیٹر

عسل مصفّٰی

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں
کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و
نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸
صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب
قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر
کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان
صاحب سے بقیمت عہ علاوہ
محصول ڈاک ملتی ہے جلد خریدو
بہت خریدی جا رہی ہے۔

نظم

در مدح امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام - از جناب محمد نواب خاں صاحب ثابت مالیر کوٹلوی

نعمتیں بے انتہا دیں تو نے ای رحمٰن ہمیں
بے سرو ساماں تھے ہم بخشے بڑے ساماں ہمیں
ہم تھے مضغہ جان ڈالی پرورش ہمکو کیا
اور مہیا کر دیے پُر شیر دو پستاں ہمیں
ہمکو دی تعلیم قرآں اور بیاں سکھلا دیا
الغرض سب کچھ دیا پیدا کیا انساں ہمیں
حضرت خیر الرسل ختم الرسل بھیجے رسول
فیض سے جنکے ملی ہے نعمت ایماں ہمیں
دعوت اسلام کی اک ڈالدی دنیا میں عام
خوان دیں پر سب کو یکجا کر دیا مہماں ہمیں
ہم کو طاقت کیا جو تیرا شکر نعمت کر سکیں
تیرے انعاموں کے گننے کا نہیں امکاں ہمیں
قادیاں دار الاماں میں آنکھ سے دکھلا دیا
مہدی آخر زماں اور عیسیٰ دوراں ہمیں
وہ مسیحائے فصیح و احمد والا نشان
جس کے آگے دلمیں کچھ جچتا نہیں سحباں ہمیں
اُسکا دم ہر گز مسیحائی تو لب اعجاز ہے
اُسکا دم بھرنا ہے لازم ظاہر و پنہاں ہمیں
اُس نے اندھوں کو سجھاکھے کر دیا ہر نور سے
اور یہی وہ نور بتلاتا ہے جو قرآں ہمیں
نور آں شرقی منارہ سے ہوا جلوہ فگن
جبکہ نادانی کی ظلمت نے کیا حیراں ہمیں
جسکا وعدہ دے گئے تھے حضرت ختم الرسل
جسکا مژدہ دے چکا ہے بارہا قرآں ہمیں
تیرہ و تاریک دنیا آنکھ میں ہونے کو تھی
یک بیک آیا نظر اُسکا رخ تاباں ہمیں
اس مجدد اور مہدی و مسیح وقت نے
بس یہی سارے مریدوں کو دیا فرماں ہمیں
فائدہ کیا ہے جو دستور العمل قرآں نہیں
سننے والے گو کہیں طوطی خوش الحاں ہمیں
اُس کے ہر ہر لفظ پر غور اور تدبر ہو کمال
یاد طوطے کی طرح ہرگز نہ ہو قرآں ہمیں
ہم میں جاں باقی نہ تھی اور دل بڑا تاریک تھا
نور ایماں آ گیا تازہ ملی ہے جاں ہمیں
ہیں سکھائی اُس نے ہم سب کو دعا کی برکتیں
اور پڑھائی ٹھیک ٹھیک اسلام کے ارکاں ہمیں
لذت قرآں نماز و ہمیں حلاوت یاں ملی
اپنے ہادی نے بتایا نکتہ عرفاں ہمیں
اب تو ہم لپٹے رہیں گے خاکسار و نکی طرح
کھینچکر لایا ہے اُسکا دور سے داماں ہمیں
تھی جو دلمیں سیر مردی جوشزن ہائے نہ ایک
لاکھ گیدڑ بھبکیاں دیتا رہا شیطاں ہمیں
قادیاں جنت نشاں ہر نیز ہو دم سے اگر صبح
اور وطن جسکا نمونہ محض زنداں ہمیں
ذکر حق کی محفلوں سے دلمیں پاتے ہیں سرور
اسلیے بزم نشاط و عیش ہے زنداں ہمیں
دشمن بیرنگ کی جانکی رگ کٹی تلوار سے
تو ہی زندہ ہے رہا ہے عمر جاوداں ہمیں
دیکھکر دیدار تیرا روح میں جاں آ گئی
اک یہی تھی آرزو اب کچھ نہیں ارماں ہمیں
پیر گولڑی کی یہاں کچھ بھی نہ پیری چل سکی
وار سب خالی گئے اُنکے ملا میداں ہمیں
مہر کے شمس ہدایت کو گہن جب لگ چکا
روشنی دینے لگا پھر نیر رخشاں ہمیں
بو العطائے ای خدا بخش اُنکو تو اجر عظیم
کر دیا بیشک عطا اک حربہ بُراں ہمیں
دلمیں لذت آ گئی عسل مصفی دیکھکر
کیا عجب نسخہ ملا ہے درد کا درماں ہمیں
مبرزانے نور حکمت بھر دیا ہے کوٹ کوٹ کر
اپنے دوست کو کہنا پڑا لقماں ہمیں
بالیقیں شان مجمل ہے یہ کتاب مصفا
کیا ملا ہے لفظ اس کے شان کے شایاں ہمیں
ہر عسل پر جسکو یعسوب دیں کہتا رہا
مکھیوں کیطرح آتے ہیں نظر انساں ہمیں
مختلف باغوں کے پھولوں کا خلاصہ ہے یہ شہد
اسکو کہنا چاہیے اب عالم بستاں ہمیں
یہ کتاب اپنے لیے اک راہبر ہے بالیقیں
منزلیں جتنی کٹھن تھیں ہو گئیں آساں ہمیں
یہ مثل اونچی دکان پھیکا پکوان بھیجا ہے غلط
دور ہی سے ہے پُرمزہ پکوان یہ دکاں ہمیں
ای خدا تیرے یہ سب احسان اور انعام ہیں
فیض مرشد ہے میسر صحبت اخواں ہمیں
بحر عصیاں میں بنا کشتی عمل کی ثابتا
پار ہے بیڑا ملا ہے نوح کشتیباں ہمیں

ترجمہ قرآن کریم

الحکم ہی کے کسی پرچہ میں یہ خبر سنائی گئی تھی کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو اپنا ترجمہ قرآن کریم دینا منظور کیا ہے پہلے یہ تجویز تھی کہ ترجمہ معمولی قرآنوں کی تقطیع پر چھاپا جاوے لیکن اکثر احباب کے خطوط آنے سے معلوم ہوا کہ حمائل کو ترجیح دی جاتی ہے - لہذا اب مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا ہے کہ حمائل ہی چھپوائی جاوے - اس کا کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا - خط واضح ہوگا - پہلا پارہ علحدہ بطور نمونہ چھاپ کر پبلک میں پیش کیا جاوے گا - اور اس کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے - اور پھر روپے کے بہم پہونچ جانے پر حمائل کی چھپوائی کا انتظام کیا جاویگا۔ اس امر کا اعادہ کر دینا شاید ضروری ہوگا کہ سرمایہ کو بہم پہونچانے کے لیے مجلس نے دو تجویزیں احباب کے سامنے پیش کی تھیں - یعنی ایک تو یہ کہ ہر ایک دوست بقدر وسعت اس کار خیر کے لیے کسیقدر رقم بطور قرضہ مجلس منتظمہ کو دے اور یہ قرضہ کافی تعداد کے فروخت ہونے پر واپس کیا جاوے - اُمید تو بہت تھی لیکن سوائے ایک شہر کے اس تجویز پر غور نہیں ہوا - صرف ایک سیالکوٹ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ تین سو روپے قرضہ مہیا کر دینے کی تجویز پختہ ہوگئی ہے اور وہ روپیہ عنقریب کمیٹی کو بھیجنے والے ہیں لیکن دوسرے کسی شہر میں اس تجویز پر کافی غور نہیں کیا بعض احباب نے ابتدا میں وعدہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے لیے کثیر رقم چندہ کی دیں گے - مگر اب تک اُنکی طرف سے بھی کوئی جواب نہیں ملا - حضرت مولوی نور الدین صاحب کا ترجمہ ایسی قابل قدر چیز نہ تھی کہ اس کی ایک ایک کاپی ہر ایک دوست خریدتا اور یہی اُمید پر مجلس منتظمہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ کم از کم پندرہ سو کاپی چھپوائی جاوے جس کے لیے لاگت قریب تین ہزار روپے کے تخمینہ کی گئی تھی - اگر اس سے نصف روپیہ بھی اکٹھا ہوجاتا تو بالفعل آٹھ سو کاپی ہی چھپوائی جاتی اور جس صورت میں صرف ایک مخلص جماعت سیالکوٹ نے ہی تین سو روپیہ اکٹھا کر دیا تھا تو پندرہ سو روپیہ کا جمع ہوجانا کوئی مشکل نہ تھا بشرطیکہ سارے دوست اس کام میں اسقدر سرگرمی سے کام کرتے جیسے کہ جماعت سیالکوٹ نے کیا ہے جزاھم اللہ خیر الجزاء - اُمید ہے کہ باقی دوست اس کے متعلق کافی توجہ فرما کر مطلع فرما دیں گے دوسری تجویز اس سرمایہ کے بہم پہونچانے کے لیے یہ تھی کہ جو احباب حمائل شریف مترجم کو خریدنا چاہتے ہیں وہ اسکی قیمت پیشگی عطا فرما دیں - بعض احباب نے صرف درخواستیں بھیجی ہیں لیکن بغیر روپے کے درخواستوں کو درج کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ اصل غرض درخواستوں کے لینے سے یہی ہے کہ سرمایہ اکٹھا ہوجاوے یہ طریق مدد کا نہایت آسان ہے اگر احباب پسند کریں چھ سات سو درخواستیں سے دو ہزار روپے کا سرمایہ بہم پہونچ سکتا ہے لہذا جو صاحب پہلی تجویز کے مطابق مدد نہ کرسکیں وہ دوسری تجویز کے مطابق ہی کر دیں - قیمت حمائل کی تین روپے ہوگی - کاغذ عمدہ اور مضبوط - خط واضح اور صاف صحت اور صفائی کے متعلق پوری احتیاط کی جاوے گی -

مفصلہ ذیل احباب نے اعانت فرمائی ہے

شیخ عبد الرحمن صاحب کلرک اف دی کورٹ ملتان قیمت پیشگی یک جلد ۳

شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی قیمت پیشگی یک جلد - ۳

منشی کرم الٰہی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ قیمت چھ جلد ۱۸

ترجمہ - ...

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ بر قرضہ عہ

میزان ۱۲۵

ضروری اطلاع

۲۴ - نومبر ۱۹۰۱ء کو بتحریک صاحب پریزیڈنٹ بورڈ آف ڈائرکٹرز بورڈ کا اجلاس جسمیں حضرت مولوی نور الدین صاحب وحضرت مولوی عبد الکریم صاحب وجناب نواب محمد علی خانصاحب وسید حامد شاہ صاحب وحکیم فضل الدین صاحب ومرزا افضل بیگ صاحب ومنشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار و راقم حاضر تھے اور شیخ رحمت اللہ صاحب بھی بعد میں شامل ہوگئے اور بورڈ کی کارروائی کسی قدر ترمیم کے ساتھ جنرل کمیٹی منعقدہ ۳۰ - نومبر ۱۹۰۱ء نے منظور کی جنرل کمیٹی کے شائع شدہ فیصلوں سے ضوابط و قواعد انجمن وعہدہ داران انجمن میں کسیقدر تبدیلی واقع ہوگئی ہے - جس کی اطلاع ممبران انجمن اشاعت اسلام اور دوسرے بھائیوں کے لیے ضروری ہے -

(۱) مقام اشاعت میگزین قادیان قرار دیا گیا -

(۲) عہدہ داران انجمن کا بھی مقامی ہونا ضروری سمجھا گیا اس لیے مفصلہ ذیل تبدیلیاں عہدہ داران میں کی گئیں سکرٹری بجائے خواجہ کمال الدین صاحب پشاور کے راقم کو قرار دیا گیا - اسسٹنٹ سکرٹری بجائے راقم کے مفتی محمد صادق صاحب کو قرار دیا گیا - فنانشل سکرٹری بجائے شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور کے حضرت مولوی نور الدین

صاحب کو قرار دیا گیا۔ اگزیمینر یعنی محاسب بجائے منشی تاج الدین صاحب لاہوری کے منشی محمد صادق صاحب کو قرار دیا گیا امین نواب محمد علی خاں صاحب کو قرار دیا گیا۔ مگر ایک ہزار روپیہ تک فنانشل سکرٹری صاحب کے پاس جمع رہے گا۔ امین سے کوئی روپیہ سوائے سکرٹری اور فنانشل سکرٹری صاحب کے دستخطوں کے برآمد نہ ہوگا۔

فنانشل سکرٹری سے کوئی روپیہ سوائے سکرٹری اور محاسب کے دستخطوں کے برآمد نہ ہوگا۔

(۳) ڈائرکٹروں کا قورم بجائے سات کے پانچ قرار دیا گیا۔

(۴) مرزا خدا بخش صاحب و شیخ یعقوب علیصاحب کو ڈائرکٹر قرار دیا گیا اور اسطرح بیس کی تعداد پوری کی گئی۔

(۵) فیصلہ کیا گیا کہ جنوری ۱۹۰۲ء سے آگے اشاعت میگزین میں تاخیر نہ پڑے۔

(۶) فیصلہ کیا گیا کہ اگر تین سو درخواست اردو میگزین کی بیے پہونچ جاوے تو اُردو میگزین شایع کیا جاوے۔

لہذا ممبران انجمن کو لازم ہے کہ کہ ہر ایک قسم کا روپیہ متعلق حصص یا قیمت میگزین کی بنام حضرت مولوی نور الدین صاحب قادیان میں روانہ فرماویں اور خط وکتابت اور اطلاع روپیہ بھیجنے کی اور وہ کس قسم کا روپیہ ہے خاکسار راقم کے نام ہونی چاہیے

دستخط

پریزیڈنٹ — راقم خاکسار محمد علی

از قادیان

اردو میگزین

بورڈ آف ڈائرکٹرز نے ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء کے اجلاس میں قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب تک تین سو درخواست اُردو میگزین کے لیے بہم نہ پہونچ جاوے تب تک یہ کام شروع نہیں کیا جا سکتا لہذا اب یہ کام اُن احباب کے اختیار میں ہے جو اُردو میگزین کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بجائے خود تحریک کر کے درخواستیں بھجواویں تو شاید یہ کام چل پڑے۔ جن احباب کے دل میں یہ جوش ہے کہ اُردو میگزین شائع ہو۔ اُن پر لازم ہے کہ وہ دوسرے احباب کو تحریک کریں اور کوشش سے درخواستیں جمع کر دیں میرے ایک مکرم دوست نے یہ لکھا تھا کہ الحکم کے سارے خریدار ضرور میگزین کو خریدیں گے لہذا ممبران انجمن اشاعت اسلام اس کے علاوہ ہوں گے۔ مگر خریداران الحکم نے ابھی اسپر کافی توجہ نہیں کی اور نہ ممبران انجمن اشاعت اسلام نے کی ہے۔ بہرحال صرف ایکماہ باقی ہے جس کے اندر اندر سارے فیصلے ہونے چاہییں۔ تین سو درخواست احمدی جماعت کی تعداد میں ایک فیصدی سے بھی کم ہے بشرطیکہ توجہ ہو۔

محمد علی

۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء

قادیان

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی عزیز الرحمن صاحب کپورتھلہ نے ایک خریدار دیا اور جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر جرم وزیر آباد نے جو پہلے بھی کئی خریدار دے چکے ہیں تین جدید خریداروں کے نام بھیجے ہیں جزاہ اللہ خیر الجزا۔ اگر الحکم کے سارے خریدار شیخ نیاز احمد صاحب یا منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرح سعی کریں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ دسمبر کے ختم ہونے سے پیشتر الحکم کی تعداد اشاعت ہزار تک پہونچ جاوے۔ بہرحال میں خریداران الحکم سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ اپنی سعی اور کوشش کو وسیع پیمانہ پر شروع کرینگے اور کم از کم شروع سال تک اسکی اشاعت کو ۰۰۰ ء تک تو پہونچا دینگے

اس کے علاوہ مولوی محمد فاضل صاحب نے ایک جدید خریدار دیا اور جناب مرزا افضل بیگ صاحب مختار قصور نے ایک جدید اخبار اپنی جیب خاص سے دیا جزاہم اللہ احسن الجزا چار خریدار اپنی درخواست پر خریدار ہوئے

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس اور اہل بیت بحمد اللہ خوش وخورم ہیں۔

(۲) صاحبزادہ بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ بیگم کے ختم قرآن شریف پر ۳۰ر نومبر ۱۹۰۱ء کو آمین ہوئی۔ مساکین اور یتیموں کو کھانا کھلایا گیا۔ خدا تعالی کی اس نعمت کی تحدیث اور شکریہ کیلیے احباب کو دعوت دی گئی۔ اور آمین کے ذریعہ خدا کے احسانوں کا شکریہ کیا گیا اور اپنے دعاوی کی تبلیغ کی گئی

(۳) اس ہفتہ میں کشمیر سے چند مخلص دوست حاضر ہوئے۔ اور ایسا ہی پشاور کے علاقہ سے بھی آئے۔ منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپورتھلہ سے آئے۔ منشی فیروز علی صاحب نائب سٹیشن ماسٹر مردان سے ایک مہینہ کی رخصت لیکر تشریف لائے۔ اور منشی جلال الدینصاحب و محمد الدین صاحب بلانی سے معہ اہل وعیال آئے۔

(۴) حضرت اقدس نے امتحان میں شمولیت کے لیے سخت تاکید فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ ہر شخص کو حتی الوسع اس میں شامل ہونا چاہیے اسپر جو تقریر فرمائی تھی وہ دوسرے وقت عدم گنجائش کیوجہ سے درج ہوگی۔

(۵) طاعون کے لیے ایک جدید اشتہار شائع ہونے والا ہے جو عربی فارسی اردو انگریزی اور پشتو میں ہوگا۔

(۶) مولوی انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی اور مولوی عنایت حسین صاحب مراد آبادی واپس اپنے وطن کو تشریف لے گئے

(۷) **بیعت**

عادل شاہ صاحب داؤد شاہ صاحب عیسیٰ صاحب حبیب الرحمن صاحب

یونس صاحب ۔ شعیب صاحب
ابراہیم صاحب ۔ حبیب اللہ صاحب
عبدالخالق صاحب ۔ یوسف صاحب
عبداللہ صاحب ۔ عبدالہادی صاحب
عبدالغفار صاحب ۔ محمد امین صاحب
عثمان صاحب ۔ عبدالنور صاحب
سلیمان صاحب ۔ محمد صاحب
نورالدین صاحب ۔ ایوب صاحب
الیاس صاحب ۔ عبدالکریم صاحب
مسماۃ حامدہ صاحبہ ۔ عائشہ صاحبہ
کریمہ صاحبہ ۔ نورالنساء صاحبہ
عبدالقادر صاحب ۔ عبدالجبار صاحب
ساکنان خوست علاقہ غزنی متعلق
شہر کابل

غلام منور صاحب ۔ جنگل پور ضلع ہری پور
کشمیر ڈاک خانہ شوپیان ۔
عبدالولی صاحب ۔ کنگی پور ضلع نگام
کشمیر ۔ ڈاک خانہ پانپور
غلام احمد صاحب ۔ بجبہاڑا ضلع
دوبنی پور ڈاک خانہ بجبہاڑا ۔ کشمیر
عبدالاحد صاحب ۔ سمپوماڑ ،،
مشتاق حسین صاحب ساکن گوبند کے
سید غلام نبی شاہ صاحب معہ قبیلہ
و دو دختر ،،
سید محمد حسین صاحب ،، حال
مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔
بابو فتح الدین صاحب گوجرانوالہ حال
نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سرحدی ۔
محمد رمضان صاحب نمبردار ۔ ہارو
متصل کیموہ ضلع ہری پور کشمیر ڈاک
خانہ بجبہاڑا ۔
محمد اسمعیل صاحب نایک ۔ کاونگ ،،
مولوی عبدالرحمن صاحب ۔ دہوبیان
ضلع پشاور تحصیل صوابی ۔
اللہ توکل صاحب ۔ سیدانوالی سیالکوٹ
معہ زوجہ و دو دختر ۔
احمد الدین صاحب ۔ ملتان پاک دروازہ
حافظ الٰہی بخش صاحب ۔ منارہ ۔ جہلم
ڈاک خانہ نور پور تحصیل پنڈدادنخان
غلام حیدر صاحب ۔ راجیکے ضلع
گجرات ڈاک خانہ گھوڑوال ۔

بربس

ازالہ اوہام طبع ہورہا ہے یہ بتانیکی ہمکو ضرورت نہیں ہے کہ کسقدر مفید مجموعہ یہ آنحضرت کے دعاوی کے دلائل کا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کا کیسا یکجائی جواب ہے امتحانی کورس میں داخل ہے درخواستیں درج رجسٹر ہورہی ہیں صرف ۴۰۰ جلد طبع ہوتی ہے ۔

آسمانی فیصلہ جس نے تمام علماء و مشائخ و سجادہ نشینوں پر آسمانی نشانوں میں مقابلہ کرنیکی دعوت میں حجت پوری کردی دوسرا ایڈیشن قیمت ۲؍

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا ۔ ہر مسلمان کے ہر روز پڑھنے کے قابل قیمت ۲؍

مسئلہ ناسخ منسوخ اور شیعہ کے رد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کے دو خط قیمت ۱؍

صاحبزادہ بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ بیگم کی آمین نہایت ہی لطیف رسالہ نظم میں جو ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو پڑھا گیا قیمت ۱؍

صرف ۴۵۰ جلدیں باقی ہیں ۔

مندرجہ بالا کتابیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے درخواست کرنے پر ملیں گی ۔

کیا میری آواز سنی جاویگی

کثرت کے ساتھ میرے پاس خطوط پہنچے ہیں کہ سیرۃ مسیح موعود کو پڑھ کر بہت لوگوں نے عملی فائدہ اٹھایا ہے اور اخلاقی اور معاشرتی کمزوریوں میں انھوں نے معتدبہ اصلاح کی ہے ۔ اور ایسا ہی کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں جو مجھ سے سیرۃ مسیح موعود مفت مانگتے ہیں مگر میرے پاس اسکی ایک بھی کاپی نہیں ۔ ابتدا میں جناب مکرمی سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی نے ایک سو جلدیں خرید کر اسکا بہت بڑا حصہ مجھے تقسیم کے لیے دیا تھا اور ایسا ہی پبلشر نے بھی کچھ کاپیاں مفت تقسیم کرنے کو دی تھیں ۔ مگر اب سیرۃ کی کل جلدیں جو کسیقدر باقی ہیں مدرسہ کی ملکیت میں ہیں اسلیے میں اپنے دوستوں اور ان لوگوں کو جو حصول ثواب کے لیے ہر موقع کی تلاش اور تاک میں لگے رہتے ہیں الحکم کے ذریعہ اطلاع دیتا ہوں کہ وہ جسقدر جلدیں ان کے لیے ممکن ہوں خرید کر مجھے مفت تقسیم کرنے کے لیے دیں اگر ایک شخص بھی اس کتاب کو پڑھ کر اپنی عملی کمزوریوں کی اصلاح کرے گا تو وہ ان نیکیوں کے ثواب کے ضرور مستحق ہو جائیں گے جو اس پاک تبدیلی سے اس سے سرزد ہوں گے پس کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ میری آواز سنی جاوے گی کتاب مذکور ۸؍ قیمت پر مدرسہ تعلیم الاسلام کی کمیٹی سے مل سکتی ہے

عاجز عبدالکریم

یارب کریم فضل و کرم تیرا چاہیے
رب رحیم لطف اتم تیرا چاہیے
دنیا کا غم نہ ہو مجھے غم تیرا چاہیے
اس سینہ میں میرے ہی دم تیرا چاہیے

تو مالک الملوک شاہوں کا شاہ ہے
رازق تو ہی ہے شاہ و گدا کی پناہ ہے
اے میرے کردگار یہ مولیٰ سبھی کا تو
گاتے ہیں تیرا راگ یہ سب صبح و شام
مردے ہیں سب تو زندہ ہے حق کی ہے گفتگو
دنیا تو اک سرائے ہے گویا مقام ہو

مختلف واقعات

افسوس ہے کہ کونٹ پال کا انتقال ہو گیا شہنشاہ عالم پناہ اور وزیر انگلستان نے اس کی ماتم پرسی کے تار شہنشاہ جرمن کو دیئے۔ ۱۸۵۵ء سے کونٹ موصوف برلن کیبنٹ نے لندن میں سفیر تھے۔ پیرس اور ہیگ کے سکرٹری بھی رہ چکے تھے۔ پائے تخت اندلس میں بحیثیت سفیر برلن کا کام کر چکے تھے قسطنطنیہ میں بھی جرمنی سفیر بن کے مدت گذاردی تھی اور اس سے پہلے وزیر خارجہ جرمنی کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے تھے۔ نہایت قابل اور روشن ضمیر شخص تھے انھوں نے انگلستان اور جرمنی کی پیچیدگیوں کو نہایت خوش اسلوبی سے سنبھال رکھا تھا اور کبھی ایسا موقعہ آنے نہ دیا کہ باہم کشیدگی پیدا ہو جاتی ان کی موت یورپی سیاسی حلقہ میں سخت افسوس اور رنج سے سنی گئی۔

مدت سے جرمنی اخبارات ہماری فوجوں پر سخت سخت شرمناک حملے کر رہے تھے اور فرضی مظالم سے خواہ مخواہ انھیں ملزم بنا رہے تھے۔ مسٹر چیمبرلین سے آخر نہ رہا گیا انھوں نے جرمنی سپاہیوں کا جو وہ فرانس کی جنگ میں کر چکے تھے اور اپنے سپاہیوں کا جو جنوبی افریقہ میں کام کر رہے ہیں مقابلہ کیا اور دکھا دیا کہ جرمنی سپاہی انگریزی سپاہیوں سے شائستگی اور انسانیت میں کس قدر کم ہیں اس پر جرمنی اخبارات میں آگ لگ گئی اور تمام جرمنی میں جوش پھیل گیا اور مسٹر چیمبرلین پر بوچھاڑ شروع ہو گئی اس کا جواب لندن ٹیمس نے بہت ہی خوب دیا ہے کہ ہمتو اگر ذرا سی نکتہ چینی کی تو جامہ سے باہر ہو گئے اور ان شرمناک حملوں کی خبر نہیں جو برسوں سے انگریزی سپاہ پر کیے جا رہے ہیں اگر دلمیں انصاف ہے تو سمجھلو جسطرح تمہارا فرض ہے کہ اپنے سپاہیوں کی تعریف کرو اسطرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ان حملوں کا جواب دیں جو ہماری سپاہ پر کیے جائیں

خود کسے ناسزا چرا گوید
ناسزا آنکہ ناسزا گوید

لندن کے محکمہ نے جنگ نے صرف ماہ اکتوبر کے نقصانات جنگ جنوبی افریقہ کی فہرست شائع کی ہے اسمیں وہ نقصان بھی شامل ہے جو بمقام میڈول ۳۰ ستمبر کو ہوا تھا لیکن برالن لگائی کی جنگ کا نقصان جو ۳۰ اکتوبر کو ہوئی تھی شامل نہیں کیا گیا ہے کل ۱۸۴۴ کا نقصان شمار ہوا ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۲۲ افسر اور ۱۷۹ سپاہی مقتول ۵۲ افسر اور ۹۳ سپاہی مجروح آغاز جنگ سے اب تک ۳۳۴ افسر اور ۱۷۴۴ سپاہی مقتول اور ۱۴۱ افسر ۱۵۴۰ سپاہی زخم کی حالت میں ضائع ہو گئے اور ۲۶۱ افسر اور دس ہزار چار سو چھبیس سپاہی مرض سے فوت ہو گئے۔ کل اموات کی تعداد جو جنوبی افریقہ میں ہوئی اٹھارہ ہزار دو سو اسی ہے لیکن ہماری جنگی قوت میں اس جنگ سے بائیس ہزار سات سو تہتر سپاہ کی کمی آگئی

کویت کے معاملات سے بغداد ریلوے کی طرف اور زیادہ خیال پیدا ہو گیا ہے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس لین کا جنوبی صدر مقام خلیج کویت کے شمالی کنارے پر قائم کیا جائے ٹیمس کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ جرمنی ٹھیکیداروں سے ابھی اس کا معاملہ طے نہیں ہوا۔ لیکن شاہزادہ آڈلہارٹ کی تشریف آوری اور سلطان کی دسترات کی کوشش سے اس معاملہ میں دوبارہ جان پڑ گئی ہے باقاعدہ طور سے مطالبات کی فہرست پیش ہو چکی ہے ان باتوں سے بغداد ریلوے کی بنیاد مضبوط ہوتی جاتی ہے۔

لندن کے قدیم یادگاروں کے دلدادوں نے ان سپاہیوں کیلئے ایک جلسہ کیا جنہوں نے جنوبی افریقہ میں اپنے ملک کے لیے بہادری سے جان دی۔ گو یہ جلسہ ماتمی تھا۔ لیکن اس کا سامان عجیب جوش اور روحانی عقیدت کے ساتھ ہوا حاضرین کے دل اسوجہ سے اور بھی متاثر ہوئے کہ انگریزی بہادروں کے کارنامے زندہ اور فصیح الفاظ میں بیان کیے گئے اور قومی شجاعت اور عظمت کے پرانے کارنامے بڑے معرکے سے پیش کیے گئے۔ اسوجہ سے حاضرین کا جوش بہت بڑھ گیا تھا اور کرنل نبسن کی بہادری اور خدمات کا خاص طور سے تذکرہ کیا گیا

انگریزی حکام نے جوہانسبرگ میں ایک سازش پتہ چلایا ہیں آدمی ماخوذ ہوئے ٹرنسوال آرنج کالونی شرقی گریکا لینڈ میں بھی اس ہفتہ میں چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ نو بوئر مقتول اور ۲۳ گرفتار ہوئے۔ ایک انگریزی افسر مقتول اور تین مجروح ہوئے۔

اسکاٹ لینڈی انگریزی آرنج کالونی کی زمین میں آباد ہونے کے لیے برابر چلے آرہے ہیں اور آرنج کالونی کے اس حصے میں جو انگلستان کے قبضہ میں ہے برابر آبادی بڑھتی جاتی ہے۔

لارڈ کچنر کا مراسلہ شاہد ہے کہ بوئروں کا ایک کمانیر بوائیر نامی نے سٹوسعزمینا کے جدائیون بڑال کے قریب حملہ کیا وہ گرفتار ہو گئے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک نے چھپوا کر شائع کیا۔